روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | منگل ۲۸ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ، ۸ اخاء ۱۳۷۰ ہش، ۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۲۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعمال کو بدیوں سے پاک کرنے کا طریق

"تقویٰ کی جڑ غیروں سے پوشیدہ رہتی ہے اور انسان اس جڑ سے آگاہ ہوتا ہے اور اسی پر اس کی بناء ہوتی ہے اور بدیوں کی جڑ خود اپنے نفس سے پوشیدہ رہتی ہے اور غیر اس پر اطلاع پاتے رہتے ہیں۔ پس یہ ایک نمایاں فرق ہے جسے سمجھنے کے بعد انسان اپنے اعمال کو مختلف بدیوں سے پاک بھی کر سکتا ہے اور مختلف خوبیوں سے زینت بھی بخش سکتا ہے"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"مَیں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے مَیں نے اس راحت اور لذت سے حظّ اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مَر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مَروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذّت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

پس مَیں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے، بلکہ تکلیف اور دُکھ ہوگا۔ تب بھی مَیں دینِ حق کی خدمت سے رُک نہیں سکتا، اس لئے مَیں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیّت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اُسے سُنے یا نہ سُنے؟ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیّبہ یا ابدی زندگی کا طلب گار ہے، تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت میری قربانیاں میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۷۰)

درخواست دُعا

مکرم بریگیڈیر (ریٹائرڈ) اقبال احمد شمیم صاحب سابق سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن کچھ عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ احباب ان کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کریں۔

پرچہ امتحان سوم انصار اللہ

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان نے سالِ رواں کے امتحان سوم کے پرچے تمام مجالس کو بھجوا دیئے ہیں۔ جن مجالس کو ابھی تک یہ پرچے موصول نہ ہوئے ہوں زعماء کرام اس بارہ میں دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ پرچے دوبارہ ارسال کر دیئے جائیں گے۔ واضح رہے کہ ہر مجلس کی اس امتحان میں شرکت ضروری ہے۔ ناظمین اضلاع کوشش فرمائیں کہ کوئی مجلس علم و فضل میں اضافہ کے اس پروگرام میں شرکت سے محروم نہ رہے۔

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

سانحۂ ارتحال

○ مکرم چوہدری محمد مختار صاحب (ابن چوہدری رحمت علی صاحب آف

باقی صفحہ ۸ پر

خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے تم پورا زور لگاؤ

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! جب تو اپنی سی کوشش کرے گا تو تیری کوشش کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا پیار تجھے مل جائے گا لیکن پھر تجھے اللہ کے سوا ہر دوسری ہستی کو چھوڑنا پڑے گا فرمایا ہم تجھے یہ بشارت دیتے ہیں کہ جب تو کوشش کر رہا ہوگا تو دُنیا کے اعلان یا ہم سے دُور لے جانے کی دُنیا کی کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی۔ ہاں اگر تو بدقسمتی سے خود ہی ان کی طرف مائل ہو جائے تو اس کا تو خود ذمہ دار ہے۔ لیکن اگر تُو خود مائل نہیں۔ اگر تو اپنے رب کی طرف پُورا زور لگا کر جانے والا ہے) کی رُو سے پُورا زور لگا رہا ہے تو پھر باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے اس کی عظمت اور اس کی قدرت کے لحاظ سے جو کوشش ہونی چاہیئے۔ تیری طرف سے اتنی کوشش نہیں ہوتی۔ لیکن چونکہ تجھے خدا ہی نے یہ استعدادیں دی تھیں اور (اللہ کسی شخص پر سوائے اس ذمہ داری کے جو اس کی طاقت میں ہو کوئی ذمہ داری نہیں ڈالتا) کی رُو سے تیری استعداد سے زیادہ تجھ سے مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ اس لئے تیرے تھوڑے کو قبول کیا جائے گا۔ تیرے اخلاص کی وجہ سے، تیری انتہائی جدوجہد کی وجہ سے، تیرے جذبہ کی وجہ سے، تیری محبت کی وجہ سے تیری اس کوشش کے نتیجہ میں کہ تو خدا تعالیٰ کی محبت میں فانی ہونا چاہتا ہے اور تو اپنا سب کچھ اس کے حضور پیش کر دینا چاہتا ہے تجھے ایک ایسا موتی مل جائے گا جو انمول ہے۔ دُنیا میں اس کی کوئی قیمت نہیں۔ پس ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے وصل اور لقاء سے محروم ہو تو تم خود ذمہ دار ہو کوئی اور اس کا ذمہ دار نہیں ہے کیونکہ کسی اور کو یہ طاقت نہیں دی گئی کہ وہ خدا کی محبت اور تمہارے درمیان حائل ہو سکے کسی کو یہ طاقت

باقی صفحہ ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۸ر اخاء ۱۳۷۰ ہش   ۸ر اکتوبر ۱۹۹۱ء

افاضۂ خیر

اگر کوئی شخص کسی بیماری میں بھی مبتلا نہیں ہے تو یہ بھی اچھی بات ہے لیکن صرف اسی بات کو صحت کی ضمانت نہیں کہا جا سکتا۔ صحت اس سے کچھ بڑھ کر ہے۔ تندرست و توانا ہونا اور بات ہے اور بیمار نہ ہونا اور بات۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے آپ کو تندرست و توانا رکھیں۔ صحت کی حفاظت کریں۔ حتیّ الامکان بہتر کھانا، بہتر رہائش، بہتر ماحول، بہتر حالات اور کسی قدر ورزش۔ یہ صحت اور تندرستی کے لئے کم سے کم ضروریات ہیں۔

یہ تو ہے جسمانی صحت کی بات۔ جہاں تک رُوحانی صحت کا تعلق ہے وہاں بھی یہ بات قابلِ غور ہے کہ گناہ سے بچے رہنا بھی بہت اچھی بات ہے۔ لیکن یہ کافی نہیں۔ گناہ سے بچے رہنا اور بات ہے اور نیکی کرنا اور بات ہے گناہ سے بچنا تو ایک منفی بات سے پرہیز ہے۔ لیکن نیکی کرنا ایک مثبت بات ہے۔ اور جب تک مثبت بات نہ ہو امتیازی شان حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ دُنیا دارالعمل ہے۔ اور عمل ہی سے زندگی بنتی ہے۔ کچھ کرنے سے۔ اچھی اچھی باتیں اور اچھے اچھے کام کرنے سے۔ نیکی کی طرف نہ صرف مائل ہونے سے نیکی کرنے سے۔ اگرچہ ہمیں ہر وقت یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیئے کہ گناہ سرزد نہ ہو لیکن اس سے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ نیکی کرنی چاہیئے۔ گناہ نہ کرنا اس زمین کو صاف کرنے والی بات ہے جہاں ہم اپنی رہائش کے لئے مکان بنانا چاہتے ہیں۔ اگر زمین کو صاف کر کے چھوڑ دیا جائے تو ہمیں رہائش گاہ تو میسّر نہ آئے گی۔ زمین کو صاف کرنے کے بعد مکان کے بنانے کا عمل لازمی امر ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ــ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے ــ فرماتے ہیں:-

"انسان کے لئے دو باتیں ضروری ہیں بدی سے بچے اور نیکی کی طرف دوڑے۔ اور نیکی کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک ترکِ شر دوسرا افاضۂ خیر۔ ترکِ شر سے انسان کامل نہیں بن سکتا جب تک اس کے ساتھ افاضۂ خیر نہ ہو۔"

پس ہمیں چاہیئے کہ ہم زندگی کے ہر پہلو پر غور کرتے ہوئے ترکِ شر بھی کریں اور افاضۂ خیر بھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک افاضۂ خیر نہ ہو۔ زندگی زندگی ہی نہیں کہلا سکتی۔ کم از کم معاشرہ میں رہنے والی زندگی تو نہیں کہلا سکتی۔

پس آیئے ہم نیکی کی طرف دَوڑ کر چلیں اور ہر نیکی کو اپنائیں اور اس پر عمل کریں۔ بڑی سے بڑی نیکی بھی اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی۔

اپنے علم و عمل کی بات نہیں
وجہِ توقیر کوئی ذات نہیں
منحصر ہے یہ تیرے احساں پر
تُو نہ چاہے تو مات، مات نہیں

ابوالاقبال

○

سجدہ میں جبیں میری کئی بار گرے گی
پندار کی دیوار بھی سرکار گرے گی

مظلوم کی اَب چیخ اُٹھے گی سرِ دربار
اب عرش سے بجلی سرِ دربار گرے گی

ماحول کو گلرنگ بنائے گی وہی بُوند
تجھ سے جو کبھی دیدۂ خونبار گرے گی

ممکن ہی نہیں ظُلم کی دیوار ٹھہر جائے
سو بار اٹھاؤ گے تو سو بار گرے گی

طوفاں نہ اُٹھے، تیز ہَوا آئے نہ آئے
ہر ریت کا گھر، ریت کی دیوار گرے گی

کہہ دو مرے قاتل سے سنبھل جائے کہ میرا
سر خم ہُوا تو ہاتھ سے تلوار گرے گی

کچھ غم نہ کریں دامنِ کہسار کے باسی
بجلی جو گری تو سرِ کہسار گرے گی

ہم سر کو اُٹھا کر چلے منصور کی صورت
گردن جو گری بھی تو سرِ دار گرے گی

ناہید کہیں شور ہے طوفاں کا شائد
شائد کہ مرے ضبط کی دیوار گرے گی

عبدالمنان ناہید

بقیہ: صدا سے آگے

نہیں دی گئی کہ خدا تعالیٰ تم سے پیار کرنا چاہے اور وہ اس میں روک بن سکے۔ خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے والی طاقتیں جو کچھ کر سکتی ہیں وہ یہی ہے کہ تمہاری کوشش کو کمزور کر دیں لیکن تمہارا یہ فرض ہے کہ تم اپنی کوشش کو کمزور نہ ہونے دو۔ تم خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے پورا زور لگاؤ خدا کی راہ میں قربانیاں دو اور اس کے دین کی خدمت کرو۔ تم خدا کی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کا سلوک کرو۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ ان کی خدمت کرو۔ ان کے حقوق ان کو دو کہ یہ ایک بنیادی چیز ہے۔ اگر تم اپنی طرف سے اپنے دائرۂ استعداد کے اندر انتہائی کوشش کرو گے تو دُنیا کی کوئی طاقت تمہیں خدا تعالیٰ کے پیار سے محروم نہیں کر سکتی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ر دسمبر ۱۹۷۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے گُر

میں نے اوپر کے عنوان میں "گُر" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جسے بعض لوگ "راز" کہہ کر بھی پکارتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے لیئے نہ تو کوئی گُر ہے اور نہ کوئی راز۔ بلکہ ہر معاملہ میں اللہ تعالے نے کامیابی کا ایک سیدھا سادھا راستہ مقرر کر رکھا ہے۔ مگر لوگ اپنی کجو بر یسندی میں اس راستہ کو (بلکہ بعض اوقات اس راستہ کے خلاف کو) راز کا نام دے کر لوگوں کے دل و دماغ کو مسحور کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن شریف نے اس بحث کو اپنی ابتدائی سورۃ کی اس مختصر سی دعا میں حل کر دیا ہے کہ یعنی اے خدا! ہمیں ٹھیک راستہ دکھا کیونکہ دراصل صراط مستقیم ہی کامیابی کا راز اور گُر ہے۔ مستقیم کے لفظ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ٹھیک راستہ وہ ہے جو ایک تو چھوٹا ہو اور دوسرے منزل مقصود تک پہنچانے والا ہو۔ اگر ایک راستہ منزل مقصود تک پہنچاتا ہے لیکن چھوٹا نہیں ہے بلکہ چکر کاٹ کر اور وقت ضائع کرا کے منزل تک پہنچاتا ہے تو وہ صراط مستقیم نہیں۔ اسی طرح اگر ایک راستہ چھوٹا تو ہے مگر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا تو وہ بھی صراط مستقیم نہیں اور قرآن شریف نے صراط مستقیم کی علامتیں یہ بتائی ہیں کہ یعنی صراط مستقیم کی نشانی یہ ہے کہ دوسرے لوگ اس راستہ کو اختیار کر کے عملاً کامیابی حاصل کر چکے ہوں یا اس راستہ کو ترک کر کے ناکامی کا منہ دیکھ چکے ہوں۔ پس میں نے جو اوپر کے عنوان میں "گُر" کا لفظ لکھا ہے۔ اس سے عرفِ عام والا گُر مراد نہیں۔ بلکہ قرآن شریف والا صراط مستقیم مراد ہے۔۔۔۔۔ یہ درست ہے کہ صحیح وسائل کے حاصل ہو جانے اور صحیح طریقِ کار کے اختیار کرنے کے باوجود مختلف انسانوں کی جدوجہد کے نتائج مختلف ہو سکتے ہیں کیونکہ مختلف انسانوں کی قوت علمیہ اور قوت ذہنیہ مختلف ہوا کرتی ہے لیکن پھر بھی اگر صحیح طریقِ کار اختیار کیا جائے تو کم از کم ہر انسان جو مجنون یا مخبوط الحواس نہیں ہے کامیابی کے ایک معقول معیار کو حاصل کر سکتا ہے۔

علم

یہ وسائل اور یہ طریق کار جو دنیا کے ہر کام میں انسان کی کامیابی اور ترقی کے لیئے ضروری ہیں۔ پانچ قسم کے ہیں جن میں سے چار مادی ہیں اور ایک روحانی ہے اور میں انہی کے متعلق اس مختصر سے مقالہ میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے مقدم اور ہر جہت سے نمبر اوّل پر سمجھے جانے کے قابل چیز علم ہے۔ یعنی اس فن کی واقفیت پیدا کرنا جو ایک انسان اپنے کاروبار مثلاً تجارت یا صنعت و حرفت یا زراعت وغیرہ کے لیئے اختیار کرنا چاہتا ہے (بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ملازمت کے مختلف شعبوں میں بھی یہی اصول ترقی کی بنیاد بنتے ہیں) علم وہ بنیادی چیز ہے جس کے بغیر کوئی عمارت تعمیر نہیں کی جا سکتی۔ پس ہر شخص جو کسی قسم کے کاروبار میں قدم رکھنا چاہتا ہے۔ اس کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ جس فن کو وہ اختیار کرنا چاہتا ہے اس کی پوری پوری واقفیت حاصل کرے۔ حتّٰی کہ اس کے سارے پہلوؤں پر حاوی ہو جائے۔ مگر افسوس ہے کہ اکثر لوگ ایک کام میں ہاتھ تو ڈال دیتے ہیں۔ مگر اس کے اصول اور تفاصیل اور طریقِ کار کے سیکھنے کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص جو تیرنا نہیں جانتا۔ وہ بے سوچے سمجھے کسی گہرے سمندر میں جا کودے۔ ایسا شخص یقیناً ڈوبے گا۔ اور اس کے ڈوبنے کی ذمہ داری خود اس کے نفس پر ہو گی۔ میرا یہ منشا نہیں کہ جب تک کسی فن میں کمال نہ پیدا کر لیا جائے اس وقت تک اس میں ہاتھ نہ ڈالا جائے۔ کیونکہ علوم کے بعض حصے علم کے میدان میں قدم رکھنے کے بعد حاصل ہوتے ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ بعض لوگ اپنی کسی جسمانی کمزوری کی وجہ سے تکمیل کی اہلیت بھی نہیں رکھتے مگر بہرحال اتنا تو ضروری ہے کہ ہر وہ شخص جو زراعت کے میدان میں قدم رکھنا چاہتا ہے وہ علم زراعت کے مبادی سے واقف ہو۔ اور ہر وہ شخص جو تجارت کے میدان میں قدم رکھنا چاہتا ہے وہ تجارت کے مبادی سے واقف ہو۔ اور ہر وہ شخص جو صنعت و حرفت کے میدان میں قدم رکھنا چاہتا ہے وہ صنعت و حرفت کے مبادی سے واقف ہو۔ وغیر ذالک۔ دنیا میں بے شمار ناکامیاں صرف اس وجہ سے ہوتی ہیں کہ لوگ محض دیکھا دیکھی یا صرف شوق کے طور پر یا کسی دوسرے شخص کے کہنے کہلانے سے فن سے واقفیت پیدا کرنے کے بغیر ایک کام میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔ اور پھر نقصان اٹھا کر اپنی قسمت کو روتے ہیں۔ پس کامیابی کیلئے سب سے مقدم چیز یہ ہے کہ انسان جو کام بھی اختیار کرنا چاہے اس فن کے اصول سے واقفیت پیدا کرے۔ ہمارے دین نے تو علم کی ایسی ارفع شان قائم کی ہے کہ باوجود اس کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) علم کے میدان میں کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ اللہ تعالے آپؐ کو یہ دعا سکھاتا ہے۔ یعنی اے خدا میرے علم میں ترقی دے۔ یعنی جوں جوں میرے کام کا دائرہ وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی نسبت سے مجھے علم میں وسعت عطا کر۔ تاکہ میں اپنے کام کو بہترین صورت میں اور اعلیٰ ترین کامیابی کے ساتھ سرانجام دے سکوں۔ پس کامیابی کے لیئے سب سے ضروری چیز علم اور فن کی واقفیت ہے۔ یہ واقفیت عام حالات میں تین طریق پر حاصل کی جا سکتی ہے یعنی (۱) یا تو وہ دوسروں کو کام کرتا دیکھ کر پیدا کی جا سکتی ہے یا (۲) دوسروں سے سن کر حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور یا (۳) متعلقہ کتب کے مطالعہ سے میسر آتی ہے۔ اس لیئے کوئی شخص خواہ وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اس بنیادی چیز سے محروم نہیں رہنا چاہیئے بے شک خواندگی اور تعلیم اچھی چیز ہے مگر علم کے مبادی سیکھنے کے لیئے خواندگی لازمی نہیں ہے۔

محنت

دوسری چیز جو ہر کام میں کامیابی کے لیئے ضروری ہے وہ محنت ہے لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ اس کی قدر وقیمت کو نہیں پہچانتے۔ اور اپنے اوقات کو نہایت بے دردی کے ساتھ ضائع کرتے ہیں۔ حالانکہ وقت ایک نہایت قیمتی چیز ہے۔ اور چونکہ انسان کی زندگی بہت محدود ہے۔ اس لیئے جو شخص اپنی زندگی کے لمحات کو فضول طور پر ضائع کرتا ہے وہ اپنے نفس پر ایسا ظلم کرتا ہے جس کا بعد میں کوئی ازالہ ممکن نہیں۔ انسانی اوقات کا ایک کافی حصہ تو خود قانون قدرت نے انسان سے چھین رکھا ہے۔ مثلاً کھانے پینے کے اوقات۔ رفع حاجت کے اوقات۔ سونے کے اوقات۔ ورزش یا تفریح کے اوقات۔ اور کبھی کبھار بیماری کے ایام وغیرہ کام کے دائرہ سے عملاً خارج ہوتے ہیں۔ پھر اگر اپنے باقی ماندہ وقت میں سے بھی انسان کچھ حصہ ضائع کر دے تو اس سے بڑھ کر بدقسمت کون ہو گا۔ علاوہ ازیں جو شخص وقت کی قدر کو نہیں پہچانتا اور اپنے اوقات کو ضائع کرتا ہے وہ کبھی بھی اپنے کام میں توجہ اور انہماک پیدا نہیں کر سکتا اور توجہ اور انہماک کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔ پس کامیابی کا دوسرا گُر محنت ہے۔

محنت ایک ایسی نعمت ہے کہ بسا اوقات اس سے عقل اور ذہن کی کمی بھی پوری کی جا سکتی ہے۔ جب ہم بچے تھے تو سکول میں خرگوش اور کچھوے کی دوڑ کی کہانی پڑھا کرتے تھے جس میں بتایا گیا تھا کہ کس طرح ایک محنتی کچھوے نے ایک تیز رفتار مگر کاہل اور سست خرگوش سے دوڑ جیت لی۔ دنیا کے بڑے لوگوں میں زیادہ تعداد اُن لوگوں کی گذری ہے جنہوں نے باوجود ذہن کی کمی کے اپنی محنت اور جانفشانی سے کمال پیدا کر لیا ہے۔ مگر اسکے مقابل پر ایسے بہت کم لوگ گذرے ہیں جنہوں نے محض ذہن کے نتیجہ میں محنت کے بغیر کمال پیدا کیا ہو۔ والشاذ کالمعدوم۔

میرے علم کے مطابق وقت کی قدر کو کم کرنے والی عادتوں میں نشے کی چیزیں بھی شامل ہیں اور میں اپنے خیال کے مطابق تمباکو نوشی کو بھی اس فہرست میں شامل سمجھتا ہوں۔ بعض کرسی نشین فلسفی کہا کرتے ہیں کہ سگریٹ نوشی تخیل کو بڑھاتی اور سوچنے کی مادہ کو ترقی دیتی ہے۔ ممکن ہے کہ کسی حد تک یہ درست ہو مگر یہ اسی قسم کی دلیل ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف نے شراب اور جوئے کے حق میں بیان کی ہے کہ ان میں بعض فوائد کے پہلو بھی ہیں۔ مگر اس کے باوجود اس نے یہ فرماتے ہوئے شراب اور جوئے کو ممنوع قرار دیا ہے کہ یعنی شراب اور جوئے کا نقصان ان کے نفع سے بڑھ کر ہے۔ بہرحال میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تمباکو ہوتا تو آپؐ ضرور اس کے استعمال کو ناپسند فرماتے۔ میں ایک لمحہ کے لیئے بھی صحابہ کی مقدس جماعت کو ایک سگریٹ نوشوں کی پارٹی کی صورت میں اپنے تصور میں نہیں لا سکتا۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ اصل مطلب یہ ہے کہ ہر میدان میں کامیابی کے لیئے محنت اور استغراق نہایت ضروری چیز ہے۔ اور دنیا میں وہی لوگ ترقی کرتے ہیں جو اپنے کاموں میں محنت اور جانفشانی کے طریق کو اختیار کرتے ہیں۔ مگر مجھے شرم کے ساتھ یہ اعتراف کرنا چاہیئے کہ آج کل کے لوگوں میں اس جوہر کی بہت کمی ہے۔ رات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو دیر دیر تک گپ بازی میں وقت گذارنا اور صبح کے قیمتی وقت کو سونے میں ضائع کر دینا نوجوانوں کا ایک خاصہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ یہ وہ چیز ہے جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں نام لے کر منع فرمایا ہے۔

دیانت

کامیابی کے حصول کے لئے تیسری بڑی چیز دیانتداری ہے۔ دیانت داری ایک ایسا جوہر ہے جو انسان کی قدر و قیمت کو بے انتہا بڑھا دیتا ہے۔ اور اس کے اندر ایک ایسی شان پیدا کر دیتا ہے کہ جس کے مقابل پر ہر دوسرے شخص کو جھکنا پڑتا ہے۔ سچ بولنا۔ امانت میں خیانت نہ کرنا دھوکہ دینے کے طریق سے احتراز کرنا۔ اپنے نفع کے علاوہ دوسرے کے فائدہ کا بھی خیال رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں دیانتداری کے مختلف شعبے ہیں۔ جو انسان کے کام کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ تاجروں کے لئے دیانتداری کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ ناقص چیز کو اچھا کہہ کر نہ بیچیں۔ اور نفع میں اس اصول کو مدنظر رکھیں کہ انکی ذات کے علاوہ انکے گاہکوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ اور بڑے اور چھوٹے اور واقف کار اور ناواقف کے ساتھ سودا کرتے ہوئے ایک جیسا سلوک کریں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گذرے۔ اور آپ نے دیکھا کہ وہ اوپر سے تو خشک تھا۔ لیکن جب آپ نے ڈھیر میں ہاتھ ڈال کر اندر کا غلہ نکالا تو وہ پانی سے تر بتر تھا۔ اس پر آپ سخت خفا ہوئے۔ اور فرمایا کہ جو تاجر گاہک کو دھوکا دیتا ہے وہ سچا مسلمان نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیانتداری کا اتنا احساس تھا کہ آپ نے یہاں تک حکم دیا کہ پختگی سے پہلے پھل کو مت بیچو۔ کیونکہ نہیں کہہ سکتے کہ پختہ ہونے تک اس پھل پر کیا گذرے۔ الغرض ہر کاروبار میں دیانت کے پہلو کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اور وہ لوگ جن کی دیانتداری مشکوک ہو کبھی بھی لوگوں میں عزت نہیں پاتے۔ اور اگر انہیں وقتی طور پر کچھ زائد نفع حاصل ہو بھی جائے۔ تو بالآخر وہ ضرور تباہی کا منہ دیکھتے ہیں۔

استقلال

چوتھی چیز جو کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ وہ استقلال ہے جسے قرآن شریف نے عربی اصطلاح کے مطابق صبر کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ استقلال سے مراد یہ ہے کہ جب ایک کام کو ہاتھ ڈالا جائے تو شروع کی ناکامیوں اور ٹھوکروں سے گھبرا کر یا ویسے ہی تلوّن مزاجی کے رنگ میں اکتا کر اس کام کو چھوڑ نہ دیا جائے۔ خدا تعالیٰ نے دنیا میں تدریج کے اصول کو قائم کیا ہے یعنی ہر چیز آہستہ آہستہ ترقی کر کے اپنے کمال کو پہنچتی ہے۔ درخت ہی کو دیکھو کہ شروع میں ایک چھوٹا سا بیج ہوتا ہے۔ پھر وہ ایک نرم اور کمزور کونپل کی طرح باہر نکلتا ہے۔ اور کافی عرصہ تک ایسا نازک نظر آتا ہے کہ ذرا سی چوٹ اسے مٹا سکتی ہے مگر بالآخر ایک شاندار اور تناور درخت بن جاتا ہے۔ جو سخت سے سخت طوفان میں بھی گرنے کا نام نہیں لیتا۔ لیکن افسوس ہے کہ اکثر نوجوان بے صبری کے مرض میں مبتلا ہو کر ہاتھ پر سرسوں جمانا چاہتے ہیں۔ اور جب کچھ عرصہ تک انہیں ان کا خیالی اور موہوم نفع حاصل نہیں ہوتا۔ تو اکتا کر کام چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ طریق انفرادی اور قومی ترقی کے لئے سخت مہلک ہے۔ جو نوجوان یا جو قومیں صبر و استقلال کی صفت سے محروم ہوتی ہیں۔ وہ کبھی بھی دنیا میں ترقی نہیں کرتیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محنت اور زیادہ جدوجہد کرنے والا دنیا میں کون گذرا ہے۔ مگر پھر بھی آپ کو عرب جیسے ملک میں کامیابی کے لئے اکیس سال تک نہایت مایوس کن حالات میں صبر سے کام لینا پڑا۔ اور اس عرصہ میں اسلام کی کشتی بعض اوقات بظاہر اس طرح ڈگمگائی کہ دیکھنے والوں نے سمجھا کہ بس اب یہ ڈوب جائے گی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صبر کا پھل پایا اور مکہ کی تاریک گلیوں میں سے رات کے وقت اکیلا نکلنے والا مظلوم و بے کس انسان بالآخر دس ہزار قدوسیوں کی سرداری میں فتح و ظفر کا پرچم لہراتا ہوا مکہ میں داخل ہوا۔ بے شک یہ کامیابی ایک خاص خدائی تقدیر تھی۔ مگر اس میں بھی کیا شک ہے کہ بظاہر یہ انعام صبر و استقلال کے ذریعہ ہی حاصل ہوا۔ پس استقلال بھی انسانی کامیابی کا ایک بھاری گر ہے۔ اور بے صبری ایک مہلک زہر ہے۔ جو اچھے سے اچھے کام کو بھی تباہ کر دیتا اور ناکام بنا دیتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل اکثر لوگ بے صبری کی مرض میں مبتلا ہیں۔ اور جب انہیں چار دن کے انتظار کے بعد کسی کام میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ تو ایک دروازے کو چھوڑ کر دوسرے دروازے کی راہ لے لیتے ہیں۔

چاروں صفات کا ایک ہی وقت میں پایا جانا ضروری ہے

یہ وہ چار موٹے موٹے مادی وسائل ہیں۔ جن سے انسان دنیا میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔ یعنی (اوّل) علم اور فن کی واقفیت (دوم) محنت اور جانفشانی (سوم) دیانتداری اور امانت (چہارم) صبر اور استقلال۔ یہ گویا وہ چار دیواری ہے جس سے انسانی کاموں کی عمارت تکمیل پاتی ہے۔ لیکن جس طرح اگر کسی کمرے کی چار دیواروں میں سے ایک دیوار گری ہوئی ہو۔ تو اس کمرہ کے اندر رہنے والا شخص سردی گرمی اور چور چکار کے خطرہ سے محفوظ نہیں ہوتا اسی طرح جو شخص علم تو رکھتا ہے مگر محنت کے جوہر سے عاری ہے یا محنتی تو ہے مگر اس کا علم کا خانہ خالی ہے۔ یا وہ علم اور محنت دونوں خوبیوں سے مزیّن ہے مگر دیانتدار نہیں یا دیانتدار بھی ہے۔ مگر اس کے صبر و استقلال کا دامن تہی ہے۔ تو وہ اپنی بعض خوبیوں کے باوجود کبھی بھی پوری کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ جس کے لئے اس عمارت کی چار دیواری کی تکمیل ضروری ہے۔ اس کی مثال ایک ایسے برتن کی ہے جس کی تین طرفیں تو ٹھیک ہوں۔ مگر چوتھی طرف ٹوٹی ہوئی ہو۔ کیا ایسے برتن میں ڈالا ہوا دودھ سلامت رہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں اسی طرح ان چار صفات میں سے سب کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ کامیابی ایک خیالِ موہوم ہے۔

دُعا

لیکن چار دیواری کے لئے بھی ایک چھت کی ضرورت ہوا کرتی ہے جو اوپر سے آنے والے خطرات کو روکتی ہے۔ اور یہ چھت دعا ہے جسے قرآن شریف نے (نماز) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے یعنی تم اپنے کاموں میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ایک طرف صبر و استقلال کا اور دوسری طرف دعا اور نماز کا طریق اختیار کرو۔ اس مختصر فقرہ میں علم اور محنت اور دیانت کے ذکر کو بظاہر ترک کر کے صبر کے لفظ میں جمع کر دیا گیا ہے کیونکہ صبر سے محض بیکاری میں انتظار کرنا یا ایک جگہ پر فضول طور پر دھرنا مار کر بیٹھے رہنا مراد نہیں بلکہ کسی صحیح طریق کار پر استقلال کے ساتھ قائم رہنا مراد ہے۔ اور یہ طریق کار وہی ہے جسے دوسری جگہ قرآن شریف نے علم اور محنت اور امانت کے لفظوں سے یاد کیا ہے۔ مگر اس جگہ تفصیل میں جانے کی گنجائش نہیں ہے۔ بہر حال دُعا ایک روحانی ذریعہ ہے جو دنیا کے مادی ذرائع کے لئے بطور چھت کے ہے اور سچے (لوگوں) کو اس روحانی ذریعہ کی طرف سے بھی غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ دراصل جب ایک انسان اپنی سمجھ اور طاقت کے مطابق علم اور محنت اور دیانت اور استقلال کے رستوں کو اختیار کر لیتا ہے۔ تو پھر بھی بشری کمزوری کی وجہ سے اس کے کام میں بعض رخنے باقی رہ جاتے ہیں۔ اور ان رخنوں کو دعا پورا کرتی ہے گویا کامیابی کے ظاہری اسباب کو اختیار کرنے والا انسان خدا سے یہ دعا کرتا ہے کہ اے خدا تیرے بتائے ہوئے قانون کے ماتحت جو ذرائع ضروری تھے وہ میں نے اختیار کر لئے ہیں اب میری کوشش میں جو خامی رہ گئی ہے اسے تو اپنے فضل سے پورا فرما دے اور قرآن شریف میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے وعدہ فرماتا ہے کہ جو لوگ خدا کے بنائے ہوئے اسباب کو اختیار کرنے کے بعد خدا سے دعا کرتے رہیں۔ ان کی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے یعنی میں دُعا کرنے والے کی دعا کو ضرور قبول کرتا ہوں شرط یہ ہے کہ لوگ مجھ پر ایمان لائیں۔ اور میرے بتائے ہوئے احکام پر عمل کریں۔

مکمل چار دیواری

مجھے یقین ہے کہ اگر لوگ ان طریقوں کو اختیار کریں گے۔ جو میں نے اوپر بیان کئے ہیں۔ یعنی (۱) علم (۲) محنت (۳) دیانت (۴) استقلال اور (۵) دُعا تو نہ صرف اپنے کاموں میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ بلکہ انفرادی اور قومی لحاظ سے اتنی ترقی کر سکتے ہیں کہ ساری دنیا کے لئے ایک نمونہ بن جائیں جیسا کہ پہلے دور میں وہ نمونہ بنے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اکثر لوگ منہ کی پھونکوں سے یا دل میں پیدا ہو کر ٹھٹھر جانے والی خواہش سے کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان راستوں کی طرف سے غافل رہتے ہیں جو ہمارے علیم و قدیر خدا نے انسانی ترقی کے لئے پیدا کئے ہیں۔ مجھے تو واقعی یوں نظر آتا ہے کہ گویا انسان کا وجود فرش اور زمین کے طور پر ہے۔ اور یہ چار مادی ذرائع چار دیواروں کے قائمقام ہیں۔ جو اس فرش پر قائم ہونی چاہئیں۔ اور پھر دُعا کا روحانی ذریعہ اس چار دیواری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے بطور چھت کے ہے۔ جس سے اس گھر کی عمارت تکمیل کو پہنچتی ہے۔ اور اس کے بعد کوئی رخنہ باقی نہیں رہتا۔ کاش لوگ اس نکتہ کو سمجھیں۔ اور انفرادی اور قومی جدوجہد میں ترقی کریں۔

میں نے اوپر کے مضمون میں صرف بنیادی باتیں بیان کی ہیں ورنہ تفاصیل میں جائیں تو ان کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ہیں جو انسانی زندگی میں بھاری اثر رکھتی ہیں ان باتوں میں ایک خوش اخلاقی بھی ہے جو اپنے اندر گویا مقناطیسی اثر رکھتی ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنے بھائی کو خوش اخلاقی کے ساتھ ملنا تو یوں ہے کہ گویا اسے احسان کی زنجیروں میں جکڑ لینا۔ پس اگر ایک شخص اپنے کاروبار میں اوپر کے اصولوں کے ساتھ خوش اخلاقی کو بھی شامل کرے تو وہ گویا اپنے کام کی بنیادوں کو آہنی سلاخوں کے ساتھ مضبوط کر لیتا ہے۔

اسی طرح زائد باتوں میں دوسری اہم بات **کفایت شعاری** ہے یہ وصف بھی انسانی زندگی کی کامیابی میں بھاری اثر رکھتا ہے۔

کفایت شعاری سے مراد یہ ہے کہ فضول اور غیر ضروری اخراجات سے بچا جائے اور بہرحال اپنے اخراجات کو اپنی آمدنی کے اندر اندر رکھا جائے۔ بلکہ حق یہ ہے عوام الناس کے لئے کچھ نہ کچھ خاص اور غیر متوقع ضرورتوں کے واسطے پس انداز کرنا بھی ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انسان یہ عہد کرے کہ میں اپنی آمد کا کم از کم بیس ۲۰ فیصدی حصہ (یعنی ایک خمس) ضرور بچا کر رکھوں گا تو وہ بہت سی غیر متوقع پریشانیوں سے بچ سکتا ہے۔ اسی اصول کی طرف قرآن شریف ان الفاظ میں اشارہ فرماتا ہے کہ یعنی اپنے اخراجات میں اپنے ہاتھ کو پوری طرح پھیلا نہ دیا کرو۔" یعنی اپنی آمدنی بے دریغ طور پر خرچ نہ کر دیا کرو بلکہ کچھ نہ کچھ بچا کر رکھنے کی بھی عادت ڈالو کیونکہ پس انداز کیا ہوا روپیہ کئی قسم کی دینی اور دنیوی ضرورتوں میں کام آسکتا ہے۔ مگر افسوس ہے آجکل اکثر لوگ اس ہدایت کی طرف سے غافل رہتے ہوئے سب کچھ اُڑا دیتے ہیں اور پھر وقت آنے پر ملوم و محسور ہو کر رہ جاتے ہیں۔

(الفضل مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۴۸ء)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:
"خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم اس کے بغیر کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں۔"

"جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی۔" (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

کس نے کیا کہا

○ "سعودی عرب نے "نئے عرب آرڈر" کی تجویز پیش کر دی" ہمیں یہ بات قابل قبول نہیں کہ ہمارے علاقے کی سلامتی ان قوتوں کے ہاتھ میں رہے جن کے عزائم توسیع پسندانہ ہیں۔ یا وہ جواری ہماری حفاظت کے ضامن ہوں جو پوری دنیا کے مفادات کو خطرے میں ڈالنے کے لئے تیار ہیں"
(سعودی وزیر خارجہ)

○ پاک بھارت جنگ ہوئی تو جاپان اور یورپی ملک امداد بند کر دیں گے۔ (سابق امریکی سفیر "اوکلے")

○ حکومت کسی بھی شخص کا پاسپورٹ جب چاہے ضبط کر سکے گی۔ سیکرٹری داخلہ یا کوئی بھی مجاز افسر موقعہ پر ہی فیصلہ کر سکے گا کہ کس شہری کو ملک سے باہر جانے سے روکنے کے لئے پاسپورٹ ضبط کرنا ضروری ہے" (صدر مملکت کا جاری کردہ خصوصی آرڈیننس)

○ پاکستانی صحافیوں پر حملوں میں سی آئی اے کا ہاتھ ہے۔ (بی۔بی۔سی)

○ کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان ۲۶ دسمبر کو ختم کر دی جائے گی۔
(بحوالہ جنگ ۲ اکتوبر ۹۱ء)

○ سوویٹ یونین میں ۷۰ سالہ جابرانہ دور میں اسلام زندہ رہا۔ مساجد کی رونقیں لوٹ آئیں"
(اسلامی سکالر عبداللہ اسماعیل کا بیان)

○ عراقی ایٹمی تنصیبات اور پروگراموں کی تفصیل چوری کر کے امریکہ پہنچا دی گئی۔ اقوام متحدہ کے انسپکٹروں نے عراق کی ایٹمی صلاحیت سے متعلق دستاویزات سیارے کے ذریعہ واشنگٹن منتقل کیں
("پاکستان" ۲ اکتوبر ۹۱ء)

○ پاکستان سمیت کسی غیر علاقائی ملک کو خلیج میں مداخلت کا کوئی حق نہیں"
(ایرانی سفیر)

○ "مروجہ قوانین کے تحت بدعنوان افسروں کو پکڑنا ممکن نہیں۔ شریعت اب ملک کا برتر قانون ہے باوجود اس کے کہ اس کی بعض دفعات مبہم ہیں۔ اور موجودہ نظام کو تحفظ فراہم کرتی ہیں۔
(لاہور ہائی کورٹ۔ بحوالہ نوائے وقت ۲ اکتوبر ۹۱ء)

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ــــــــ نون۔سین

سوویٹ یونین اور امریکہ

سوویٹ یونین کے وزیر خارجہ بورس پانکن نے عالمی برادری سے اپیل کی ہے کہ وہ جس رنگ میں بھی سوویٹ یونین کی مدد کر سکیں ضرور کریں۔ انہوں نے کہا کہ ان کا ملک نئے دور کی دہلیز پر کھڑا ہے اور اس نئے دور میں جو باتیں خصوصیت سے سامنے آئیں گی وہ ہیں جمہوریت، انسانی حقوق، ایک دوسرے سے کھلا پن اور ساری مہذب اور متمدن دنیا کے ساتھ تعلقات۔ یہ ہیں وہ باتیں جن کو بنیاد بنا کر سوویت یونین نئے دور میں داخل ہو رہا ہے۔ مسٹر پانکن نے مزید کہا کہ اگر عالمی برادری سوویت یونین کی اس وقت مدد کرے گی تو وہ عنقریب دیکھے گی کہ سوویت یونین بھی ہر طرح ان کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ نئے دور کے جتنے خطرات ہوں گے ہم ان کا مقابلہ کریں گے۔ اور جتنے طوفان اٹھیں گے ان میں سے کامیابی کے ساتھ گزرنے کی کوشش کریں گے۔ خاص طور پر مشرقی یورپ میں اور وسطی یورپ میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے ہمارا اپنا اعتماد بڑھے گا۔ مسٹر پانکن نے ان تمام ملکوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جنہوں نے مسٹر میخائل گورباچوف کے خلاف بغاوت کی کھل کر مخالفت کی تھی۔ اقوام متحدہ کی بات کرتے ہوئے مسٹر پانکن نے کہا کہ اب اس کا کردار وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔ اور یہ بات نہایت سرعت کے ساتھ سامنے آرہی ہے کہ اسے وسیع حلقے میں ایک بہت اہم کردار ادا کرنا ہے۔ مسٹر پانکن نے صدر بش کو اس بات کا یقین دلایا کہ سوویت یونین اب اقتصادی بحالی کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ اور عنقریب پوری طرح اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو جائے گا۔ یہ بات انہوں نے بش کے ساتھ ایک الگ میٹنگ میں کہی۔ اور یہ میٹنگ اقوام متحدہ کی عمارات کے قریب ایک ہوٹل میں پینتالیس منٹ تک جاری رہی۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے صدر بش کو اس بات کی یقین دہانی کروائی ہے کہ ہم نے جو کچھ کرنا ہے اس کا انتخاب بھی کر لیا ہے اور پکے ارادے کے ساتھ اس پر عمل پیرا بھی ہیں۔ اس لئے اب یہ سوال نہیں ہے کہ ٹھہرو اور دیکھو کیا ہوتا ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ بالکل کھل کر سامنے آگیا ہے۔ وزیر خارجہ نے صدر بش سے یہ اپیل بھی کی کہ وہ قرضوں کی صورت میں ان کی مدد کریں۔ اور ویسے بھی اقتصادی طور پر ہر قسم کی مدد چاہیئے۔ اگرچہ عراق کا معاملہ اٹھایا تو نہیں گیا۔ لیکن انہوں نے اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ امریکہ اور سوویت یونین دونوں ہم خیال ہیں اور ایک دوسرے سے پوری طرح تعاون کے لئے تیار ہیں۔

"ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔" (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

چین اور قرضہ

ہے نا عجیب بات کہ جو ملک خود دوسرے ممالک کو قرض دیتے ہیں۔ اور عام طور پر اس بات کے لئے مشہور ہیں کہ وہ متعدد امور میں مدد کرتے ہیں وہ خود بھی دوسروں سے قرض لیتے ہیں چنانچہ چین جاپان سے ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۶ء تک کے لئے جو قرض لے گا۔ وہ ۸۱۰ بلین ین ہے اس کی ایک قسط ۱۲۹۶۶ ارب یعنی ۹۷۴ ملین ڈالر جاپان فوری طور پر چین کو دے رہا ہے اس رقم سے چین ایک ڈیم بنانا چاہتا ہے اور ایک فرٹلائزر کی پیداوار کے لئے فیکٹری لگانا چاہتا ہے اور بڑی شاہراہوں کے علاوہ ٹیلی کمیونیکیشن کو فروغ دینے کے لئے بھی یہ رقم استعمال کی جائے گی۔ فیصلہ تو بہت دیر سے ہو چکا ہے لیکن جب جون ۱۹۸۹ء میں چین نے جمہوریت نواز چینیوں پر تشدد کیا تو جاپان نے اپنے اس فیصلہ پر عمل درآمد روک دیا۔ اور یہ گذشتہ نومبر تک رکا رہا۔ چنانچہ نومبر کے بعد سے وہ رقم جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ دی جانی شروع کر دی گئی۔

ہمارے لئے تو چین ایک ایسا ملک ہے جو دوسرے ممالک کی مدد کرتا ہے ہم نے افریقہ میں بھی دیکھا ہے کہ اس نے وہاں کے کئی ملکوں کو پل بنا کر دیئے ہیں۔ سٹیڈیم تعمیر کئے ہیں اور کئی اور طریق سے بھی مدد دی ہے۔ پاکستان کا بھی بہت اچھا دوست ہے اور پاکستان کو بھی ہر ممکن مدد دیتا رہتا ہے لیکن جاپان سے مدد لینے کی اسے ضرورت پیش آگئی ہے اور ۸۱۰ ارب ین اس کو مدد کے طور پر دیئے جا رہے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

میں تحریک جدید کے دفاتر میں اپنے کمرے میں بیٹھا تھا کہ ڈاک آئی اور اس میں نائیجیریا سے آمدہ ایک خط سے یہ افسوس ناک اطلاع ملی کہ مسٹر وائی اے صافی اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ میں فوری طور پر محترم وکیل التبشیر صاحب کے دفتر میں گیا اور صرف اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ مسٹر صافی فوت ہو گئے ہیں کہ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور باوجود کوشش کے میں اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا۔ ایک دو ٹوٹے پھوٹے فقروں میں مَیں نے یہ کہا کہ یہ نوجوان مشن کے بہت بڑے خدمتگار تھے۔ دراصل میری آنکھوں سے بہنے والے آنسو اس نوجوان کی بہت سی پیاری یادوں کے رازدار تھے اور ان کی اس محبت اور ہمدردی اور فدائیت کے اظہار کے غماز تھے جو انہوں نے میرے نائیجیریا کے قیام کے دوران مجھ پر نچھاور کی۔

اس وقت جو تصویر پیش نظر ہے اس میں وہ اپنے نکاح کے بعد احمدیہ جماعت کے "رجسٹر نکاح" پر دستخط کر رہے ہیں۔ اسی طرح کی ایک اور تصویر میں ان کی ہونے والی بیگم بھی دستخط کر رہی ہیں لیکن ذکر اس پہلی تصویر کا رہے گا اس لئے کہ اس میں کچھ اور اہم دوست بھی نظر آتے ہیں۔ سب سے بائیں جانب مسٹر حمزہ اکونو ہیں جن کے متعلق پہلے بھی بعض تصاویر کے سلسلے میں کچھ باتیں کہی جا چکی ہیں۔ اب صرف اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس جوش و خروش سے وہ ہمارے جلسوں کے انتظام میں حصہ لیتے تھے اور جلسے کے دوران نعرے لگاتے تھے وہ انہی کا حصہ تھا۔ زندہ باد کہنا تو آسان ہے لیکن پائندہ باد کہنے میں انہیں کسی حد تک مشکل پیش آتی تھی۔ وہ اکثر کہتے پاکستان زندہ باد پاکستان انتا باد۔ انتا کا لفظ ان کے لئے پائندہ کا بدل تھا۔ چنانچہ وہ بڑے جوش سے پاکستان انتا باد کہتے۔ ان کے آگے مسٹر وائی۔ اے۔ صافی رجسٹر پر جھکے ہوئے ہیں اور دستخط کر رہے ہیں۔ مسٹر صافی کے متعلق بھی کئی باتیں پہلے کہی جا چکی ہیں۔ میں نے ان کی فدائیت کا ذکر کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ جان تک قربان کر دینے والے نوجوانوں میں سے تھے۔ گھٹیا سے گھٹیا کام بھی سلسلہ کے لئے اور مشن کے لئے اور نتیجۃً میرے لئے کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ اس بات کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے کہ وہ کس قدر فدائی تھے۔ ایک دفعہ لیگوس میں ان لوگوں نے جو کمیٹی کی طرف سے گھروں میں صفائی کے ذمہ دار تھے یعنی بیت الخلاء صاف کرنے کے۔ انہوں نے ہڑتال کر دی۔ لوگوں کو بہت مشکل پیش آئی۔ مسٹر صافی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ خدا کے فضل سے آپ کو اس بارے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ جیسا کہ صفائی کرنے والے رات کے وقت یہ بالٹیاں اٹھا کر لے جاتے تھے۔ میں حاضر ہوں اور جب تک ان کی سٹرائک ختم نہیں ہو جاتی میں مشن ہاؤس کے بیت الخلاء سے بالٹی اٹھا کر لے جایا کروں گا۔ وہ ایک تربیت یافتہ استاد بھی تھے۔ ایک اعلیٰ عہدے کے سکاؤٹ بھی تھے اور معاشرے میں انہیں ایک اچھا مقام حاصل تھا لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ مشن ہاؤس ایک مشکل میں مبتلا ہے تو انہوں نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کر دیا۔ یہ خدمت گاری کی ایک ایسی مثال ہے جس کی نظیر مشکل سے ملتی ہے۔

ان کی شادی بھی ان شادیوں میں سے ایک تھی جو جماعت نے از خود تجویز کی تھیں۔ ہمارے ایک دوست مسٹر حسن عبداللہ تھے جو معمار کا کام کرتے تھے اور عمارتوں کی تعمیر کے لئے ٹھیکے پر کام لیتے تھے۔ چنانچہ جب لیگوس کا احمدیہ مشن ہاؤس (میرے جانے سے قبل) حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب کے وقت میں بنایا جانا مطلوب تھا تو یہ سارا کام مسٹر حسن عبداللہ نے اپنے ذمہ لیا۔ اور نہ صرف یہ کہ کام کیا اور کام کی نگرانی بھی کی۔ بلکہ یہ بھی کہ اس پر خرچ ہونے والی ایک کثیر رقم اپنے پاس سے خرچ کی کہ جب بھی مشن میں استطاعت ہو گی یہ رقم واپس کر دی جائے۔ بیرونی ممالک میں ایسی مثالیں کم ملتی ہیں۔ یہ مشن ہاؤس محترم حکیم صاحب نے تین منزلہ بنوایا اور اس وقت کے لحاظ سے تو خاصی رقم خرچ ہوئی اور اس کا کچھ حصہ مرکز سے ملا۔ کچھ حصہ وہاں کی جماعت نے چندہ کے طور پر دیا اور کچھ حصہ یہ قرضہ تھا جو مکرم حسن عبداللہ صاحب نے مشن ہاؤس تعمیر کرتے ہوئے مشن کو دیا۔ اس کے بعد جب صوبجاتی حکومت نے تعلیم کو عام کرنے کے لئے مختلف علاقوں میں سکول تقسیم کئے تو ان میں سے احمدی جماعت کے حصہ آنے والے سکولوں میں سے بعض کی عمارتیں بھی مسٹر حسن عبداللہ کی زیر نگرانی بنیں۔ وہ خود بھی بہت مخلص تھے اور ان کے بیوی بچے بھی۔ چنانچہ ان کی بیٹی کے ساتھ مسٹر صافی کی شادی تجویز کی گئی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ شادی نہایت کامیاب رہی ان کے ہاں پہلا بچہ پیدا ہوا تو ان کی خدمات کے پیش نظر خاکسار کو یہ خیال آیا کہ اس بچے کا نام خالد رکھا جائے۔ چنانچہ ان کا بیٹا خالد کہلاتا ہے۔

جہاں تک نکاح کے رجسٹر کا تعلق ہے۔ محترم حکیم صاحب ایک بہت بڑے منتظم تھے۔ وہ جماعت کی ہر بات کو ایک خاص اور مفید تنظیم کے ماتحت لانا چاہتے تھے۔ چنانچہ نکاح کے سلسلے میں بھی ایک رجسٹر تیار کروایا ہوا تھا اور شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی۔ کہ احمدیہ جماعت اس شخص کا بیت الاحمدیہ میں نکاح پڑھے گی جو مخلص ہو اور چندوں میں باقاعدہ ہو۔ یہ رجسٹر لوگوں کو اس بات کی یاد دہانی کراتا رہتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ اس رجسٹر پر مسٹر وائی۔ اے صافی دستخط کرتے نظر آ رہے ہیں۔

جب مسٹر صافی کو انگلستان میں صحافت کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظیفہ ملا تو پہلے تو آپ اکیلے ہی انگلستان گئے۔ وہاں جا کر آپ نے اپنی بیگم کو بھی وہاں بلا لیا اور وہ بھی ان کے قیام کے دوران سلائی کڑھائی کا کام سیکھتی رہیں۔ چنانچہ واپسی پر مسٹر صافی اپنے کام میں ماہر تھے یعنی صحافت اور ان کی بیگم اپنے کام میں یعنی سلائی کڑھائی میں اور یہ دونوں وجود سلسلے کے لئے بہت مفید ثابت ہوئے۔

مسٹر صافی کی نوجوانی میں ہی موت نے جماعت سے ایک ایسا فرد چھین لیا جس کی عام حالات میں کہا جا سکتا ہے ابھی بہت ضرورت تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کرتا ہے وہ ایمان لانے والوں کے لئے ٹھیک ہی ہوتا ہے۔ میں جب واپس پاکستان آ رہا تھا تو مسٹر صافی نے وہاں کے دو اعلیٰ پائے کے مصنفین کی دو کتابیں مجھے تحفہ کے طور پر دیں اور ان کے ساتھ بعض چھوٹی چھوٹی نہایت پیاری چیزیں بھی اپنی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے مجھے دیں۔

ان سے آگے محترم اے۔ اے ابی اولا کھڑے ہیں۔ ان کا سب سے پہلے ذکر اس وقت سنا جب میں محترم چوہدری محمد شریف صاحب کے پاس کبابیر میں قیام پذیر تھا۔ وہ میرے جانے سے چند ہی روز پہلے وہاں سے واپس نائیجیریا گئے تھے۔ چنانچہ محترم چوہدری صاحب نے مجھے ان کے لئے ایک محبت بھرا پیغام دیا۔ نائیجیریا پہنچ کر ان سے یوں رابطہ بڑھنا شروع ہوا کہ ابی اولا صاحب نہایت مخیر انسان تھے اور سلسلے کے فدائی۔ جب کسی مربی کو ان کے قصبے میں جس کا نام الارو تھا متعین کیا جاتا تو یہ ہر طرح سے اس کی خدمت کرتے تھے ان کا کام آڑھت تھا۔ کوکو کی آڑھت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آہستہ آہستہ انہیں اتنا نوازا کہ یہ جماعت کے امیر ترین لوگوں میں شامل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے دل بھی اتنا ہی امیر دیا تھا۔ جتنی انہیں روپے پیسے کی امارت دی تھی۔ ایک دفعہ الارو سے لیگوس آئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک رسید تھی کہنے لگے کہ الارو کے پاس ہی ایک بہت بڑا قطعہ زمین خریدا ہے۔ جس کی ایک طرف تقریباً ایک چوتھائی میل کے برابر ہے اور یہ میں نے جماعت کے لئے خریدا ہے۔ خود اپنی جیب سے رقم ادا کر کے جماعت کے نام رسید لے لی ہے۔ یہ رسید رکھ لیں۔ چنانچہ اسی طرح جب لیگوس کے نواحی علاقے میں بہشتی مقبرہ یا مقبرہ موصیان کے لئے زمین خریدی گئی تو اس میں بھی آپ نے خاصی مدد کی۔ الارو میں ہمارا سکول کھلا اور یہ اس وقت تک ہمارا دوسرا سکول تھا تو آغاز میں جو مالی امداد کی ضرورت ہوتی ہے وہ زیادہ تر ابی اولا صاحب نے ہی کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ توفیق بھی دی کہ وہ جلسہ سالانہ پر ربوہ تشریف لائے اور حضور کے ارشاد کے مطابق ایک روز آپ نے جلسہ کے مقام پر جھنڈا لہرایا۔ نائیجیریا میں آپ وفات سے کافی عرصہ پہلے وہاں کے صدر مقرر ہو گئے تھے اور آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت شاندار اور مفید طریق پر صدر کے فرائض سرانجام دئے۔ یہ وہی مسٹر ابی اولا ہیں جن کے ایک بیٹے کو جماعت کی طرف سے غانا بھجوا کر سیکنڈری تعلیم دلوائی گئی تھی اور جو بعد میں فارن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سروس میں شامل ہو کر کئی ممالک میں نائیجیریا کے سفیر رہے۔ بیٹا بھی باپ کی طرح مخلص اور دین کا خدمت گذار تھا۔

آگے میں بیٹھا ہوں خطبہ نکاح میں نے پڑھا تھا اور اس میں گھریلو خوشی اور خوش گواری کے سلسلے میں بعض باتیں بیان کی تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے جب بھی نائیجیریا میں خطبہ نکاح کا موقعہ ملا میں نے زیادہ تر اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ دین داری کے ساتھ گھر کی فضا کا خوشگوار ہونا نہایت ضروری ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ گھر کی فضا کی خوشگواری کے ساتھ ساتھ دین داری کا پہلو بھی قائم رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ ایک دفعہ حضرت امام جماعت ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ خوشی تو بعض لوگوں کو دین داری کے بغیر بھی حاصل ہو جاتی ہے لیکن وہ خوشی جھوٹی ہوتی ہے۔ اصل خوشی وہی ہے، اور خاص طور پہ ہم لوگوں کے لئے، جس میں دین داری کا پہلو بھی قائم رکھا جائے۔

میرے بعد مولانا مبارک احمد صاحب ساقی ہیں وہ اس وقت بالکل نوجوان تھے اور ابھی ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ میں تو نہایت سنجیدگی سے مسٹر وائی۔ اے صافی کو دستخط کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ لیکن مولانا ساقی کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ ہے میں نے نہ ان سے پوچھا نہ انہوں نے مجھے بتایا لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اس وقت یہ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ نوجوان بھی مجھ جیسا ہی ہے اگر اس کی شادی ہو گئی ہے تو میری بھی ہونی چاہیئے۔ یہ ایک ضمنی سی بات ہے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا ہے نہ انہوں نے مجھ سے یہ بات کہی نہ میں نے ان سے یہ بات پوچھی۔ لیکن یہ مسکراہٹ پیاری لگتی ہے۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ اس مسکراہٹ سے دل کا یہ جذبہ سامنے آتا ہے کہ اب میری بھی شادی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ پاکستان واپسی پر محترم ساقی صاحب کی بھی شادی ہو گئی۔

نائیجیریا میں عام طور پر عین کو ح کا تلفظ دیتے ہیں مثلاً عبدالعزیز کو عبدالحزیز کہتے ہیں اور اس طرح انگریزی میں ابی۔ اولا صاحب اے۔ ایچ ابی اولا لکھتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اے ایچ سے کیا بنتا ہے تو کہنے لگے عبدالحزیز۔ جب انہیں بتایا گیا کہ اصل لفظ تو عبدالعزیز ہے۔ تو انہوں نے اے۔ ایچ ابی۔ اولا کو اے۔ اے ابی اولا سے تبدیل کر لیا اور بعد میں ہمیشہ اے۔ اے۔ ابی اولا ہی کہلواتے رہے اور اسی طرح دستخط کرتے رہے۔ اگرچہ اس سے پہلے انہوں نے ہزاروں دفعہ اے۔ ایچ ابی اولا دستخط کئے تھے۔

ممکن ہے یہ بات سن کر قارئین کو بنگلہ دیش) یاد آگیا ہو۔ کیونکہ وہاں بھی بعض حروف کے تلفظ کسی قدر مختلف کئے جاتے ہیں۔ مثلاً 'ز'۔ ظ کو 'ج' اور 'ج' کو 'ز' یا ظ اور شائد آپ نے اس سلسلے میں کئی مثالیں بھی سنی ہوں۔

لجنہ کالم

س : بڑی عمر کی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے خاص مدرسہ کب قائم ہوا؟

ج : ۱۷ مارچ ۱۹۲۵ء کو بڑی عمر کی لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم و ٹریننگ کے لئے قادیان میں مدرسۃ الخواتین جاری فرمایا۔ چنانچہ اس مدرسہ سے بہت سی احمدی مستورات نے مولوی وغیرہ کا امتحان پاس کیا۔ اور ایک طالبہ سیدہ امۃ السلام صاحبہ بنت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مولوی کے امتحان میں پنجاب بھر میں اول رہی۔

س : مدرسۃ الخواتین کب تک جاری رہا؟

ج : ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۹ء یا ۱۹۳۰ء تک جاری رہا۔

س : قادیان سے باہر لجنہ نے کس جگہ مدرسۃ البنات قائم کیا؟

ج : یکم اپریل ۱۹۲۵ء کو سیالکوٹ میں لجنہ اماء اللہ نے مدرسۃ البنات کا افتتاح کیا۔

س : بزم قرآن کریم کے لئے تین ہزار روپیہ مہیا کرنے کی تحریک میں مستورات نے کس قدر حصہ لیا؟

ج : مردوں کے علاوہ عورتوں میں بھی اس تحریک میں حصّہ لینے کا جذبہ پیدا ہوا۔ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر گوہر الدین صاحب مانگلے نے بہنوں اور ممبرات لجنہ میں پیشگی رقوم بھجوانے کی تحریک کی۔

س : جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء پر جلسہ مستورات کھلی جگہ پر منعقد کرنے کے لئے مستورات نے کس قدر رقم جمع کر دی؟

ج : جلسہ کے دوران ہی نو سو روپے کی رقم جمع ہو گئی۔

س : لاہور میں لجنہ اماء اللہ کا قیام کب ہوا؟

ج : محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ اہلیہ بابو محمد نواز صاحب کی کوشش سے لاہور میں ۱۹۲۵ء میں لجنہ کا قیام عمل میں آیا۔

س : مستورات میں گھریلو دستکاری اور نمائش کے لئے کب تحریک ہوئی؟

ج : مستورات کو بیکاری سے بچانے کے لئے گھریلو دستکاری کی طرف ۱۹۲۶ء میں توجہ دلائی گئی اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر زنانہ نمائش کا آغاز بھی کر دیا گیا جس میں احمدی خواتین اپنی دستکاری کے نمونے پیش کرتی ہیں۔

س : مربی امریکہ مولوی محمد دین صاحب کے اعزاز میں لجنہ کی طرف سے دعوت کب ہوئی؟

ج : ۱۹ جنوری ۱۹۲۶ء کو جب مولوی محمد دین صاحب ۳ سال تک امریکہ میں دعوت الی اللہ کرتے کے بعد واپس آئے تھے۔

س : سیدنا حضرت فضل عمر نے عورتوں کی تعلیم کا جزو اعظم کیا قرار دیا؟

ج : آپ نے عورتوں کی تعلیم کا جزو اعظم تربیت اولاد اور پردہ قرار فرمایا۔

س : احمدی مستورات کے لئے خالصۃً زنانہ اخبار کا تخیل پیش کرنے والی ممتاز شخصیت کون سی تھی؟

ج : حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل اور ان کی اہلیہ محترمہ سکینۃ النساء صاحبہ مستورات کے لئے زنانہ اخبار کا تخیل پیش کرنے میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

س : مستورات کے لئے علمی، مذہبی اور تربیتی مضامین پر مشتمل باقاعدہ رسالہ کب اور کس نے شائع کیا؟

ج : مستورات کے لئے یہ رسالہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۶ء کو جاری ہوا ۱۹۴۵ء تک باقاعدہ جاری رہا، پہلے پندرہ روزہ تھا پھر ماہانہ ہوا۔ ۱۹۴۶ء کے آخیر تک اس کے ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔ مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر۔ خواجہ غلام نبی صاحب۔ رحمت اللہ صاحب شاکر۔ نذیر احمد صاحب افریقی بھی رہے۔

س : لجنہ اماء اللہ نے ادارت کا کام کب اپنے ذمہ لیا؟

ج : ۱۹۴۷ء میں لجنہ نے ادارت کا کام اپنے ذمہ لیا۔ ۱۹۴۷ء کے پہلے تین پرچے شائع ہوئے۔

س : پاکستان آنے پر مصباح کا دوبارہ اجراء کب ہوا؟

ج : اواخر ۱۹۵۰ء میں پاکستان بننے پر ربوہ سے اس کا دوبارہ اجراء ہوا۔ پہلی مدیرہ امۃ اللہ خورشید صاحبہ بنت مولانا ابوالعطا صاحب ستمبر ۱۹۶۰ء تک۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۸ء تک امۃ الرشید شوکت صاحبہ اہلیہ ملک سیف الرحمٰن صاحب ان کے بعد ۱۹۷۹ء تا مئی ۱۹۸۷ء تک امۃ اللطیف خورشید صاحبہ اہلیہ شیخ خورشید احمد صاحب اور جون ۱۹۸۷ء سے محترمہ سلیمہ قمر صاحبہ مدیرہ کے فرائض ادا کر رہی ہیں۔

س : صنعتی نمائش کی ابتدائی تجویز کب پیش ہوئی اور کب نمائش ہوئی اور اس میں کس کس نے حصہ لیا؟

ج : لجنہ نے اپنے اجلاس ۲۰ اگست ۱۹۲۶ء میں قرارداد کے ذریعے اسکی منظوری دی۔ اور جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء میں پہلی بار نمائش منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے بھی مالیر کوٹلہ سے اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی اشیاء ارسال کیں۔

س : زنانہ صنعتی نمائش کا کیا مطلب ہے؟

ج : تا مستورات اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی چیزوں سے آمد پیدا کر کے چندہ میں حصّہ لیں۔

س : برہمن بڑیہ میں لجنہ کا قیام کب عمل میں آیا؟

ج : ۱۹۲۶ء میں برہمن بڑیہ (بنگال) میں لجنہ کا قیام عمل میں آیا۔

س : امرتسر میں لجنہ کا قیام کب عمل میں آیا؟

ج : ۲۸ نومبر ۱۹۲۶ء کو امرتسر میں لجنہ اماء اللہ کا قیام عمل میں آیا۔

س : ۱۹۲۶ء کے جلسہ میں مستورات کی تعداد کیا تھی؟

ج : اس جلسہ میں مستورات کی تعداد ساڑھے تین ہزار کے قریب تھی۔ پونے دو سو کے قریب مستورات نے بیعت کی۔ ۹۰۰ روپے کے قریب چندہ وصول ہوا۔

توبہ کی حقیقت

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ گناہ سے کلی طور پہ بیزار ہو کر خدا کی طرف رجوع کرے اور سچے طور سے یہ عہد ہو کہ موت تک پھر گناہ نہ کروں گا۔ ایسی توبہ پر خدا کا وعدہ ہے کہ بخش دوں گا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

○ پی آئی اے نے اندرون ملک کرایوں میں ۲۰ فیصد اضافہ کر دیا ہے۔ وفاقی کابینہ کے اجلاس میں جو دیگر فیصلے کئے گئے ہیں ان میں بیوگان کو ۶۰ فیصد کی بجائے پوری پنشن دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

○ بلدیاتی انتخابات میں کپڑے کے بینروں اور ہورڈنگ تصاویر پر پابندی لگا دی گئی ہے تاہم سٹکرز لگانے، بیجز بنوانے اور دیواروں پر اشتہارات لکھنے کی اجازت ہوگی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ سرکاری محکموں میں بھرتی پر پابندی نومبر تک برقرار رہے گی۔

○ کراچی کے دھماکوں کے بعد سول سیکرٹریٹ پنجاب میں کاروں کی آمد پر پابندی عائد کر دی گئی ہے پیدل آنے جانے والوں کی بھی سخت تلاشی لی جا رہی ہے۔

○ کراچی میں دھماکوں کے سلسلہ میں تین افراد کو شبہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے تین سول ججوں کو معطل کر دیا ہے۔

○ قلات سے بلیس میل دور ڈاکوؤں نے کوئٹہ سے کراچی جانے والی باراتیوں کی بس کو لوٹ لیا۔

○ وزیر اعظم نے پی آئی اے کے ان ملازمین کی بحالی کا وعدہ کیا ہے جن کو مارشل لاء کے دوران برطرف کر دیا گیا تھا۔

○ بلوچستان اسمبلی نے بجلی کے نرخ کم کرنے کا مطالبہ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ زرعی شعبے کو نجی شعبے کے برابر مراعات دینے اور کاشتکاروں کو کھاد اور ادویات پر سب سڈی دینے کی قرارداد بھی منظور کی گئی۔

○ صدر نے قومی اسمبلی کا اجلاس ۱۳ اکتوبر کو طلب کر لیا ہے۔

○ پیپلز پارٹی کی چیئرمین بیگم نصرت بھٹو نے کہا ہے کہ جھرلو حکومت نے لوٹ مار کے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔

○ تفتیشی ذرائع نے خیال ظاہر کیا ہے کہ فضل حق کا قتل کسی مذہبی جنونی کا کام نہیں کیونکہ جس منصوبہ بندی سے واردات کی گئی ہے وہ تربیت یافتہ کمانڈوز یا کوئی منظم گروپ ہی کر سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کا مقصد پاک ایران تعلقات کو کشیدہ بنانا ہو۔

نئی اور پرانی امراض کی دیرینہ علاج گاہ
بھٹی ہومیوپیتھک کلینک
رحمت بازار ربوہ

غیر ملکی خبریں

○ بھارتی وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ کے سمجھوتے پر دستخط کرنے کے لئے بھارتی حکومت پر امریکہ کا کوئی دباؤ نہیں ہے انہوں نے امریکی وزیر خارجہ سے ملاقات کے بعد کہا کہ امریکی حکومت مسئلہ کشمیر پر بھارت کی مدد کرنا چاہتی ہے۔

○ افغان لیڈر نجیب اللہ نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل، امریکی صدر بش اور روسی صدر گورباچوف کو شکایت کی ہے کہ پاکستان افغانستان میں مداخلت کر رہا ہے اور مجاہدین کو اسلحہ بھی فراہم کر رہا ہے اسے اس سے باز رکھا جائے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج نے ۱۹ افراد کو ہلاک کر دیا سینکڑوں افراد کو قبرستان میں کئی گھنٹے تک بیٹھے رہنے کا حکم دیا۔ بھارتی حکومت نے ۱۲ حریت پسندوں کو پاکستان کی سرحد کے قریب ہلاک کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

○ جارجیا کی پارلیمنٹ کا ہنگامی اجلاس طلب کر لیا گیا ہے اس کا مقصد صدر کے خلاف ہنگامے کرنے والوں کے جھگڑے کا حل نکالنا ہے۔

○ اقوام متحدہ نے عراق کے ہتھیاروں کو بڑے پیمانے پر ختم کرنے کے پروگرام کے ایک حصے کے طور پر بعض عراقی کارخانوں کو تباہ کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔

بقیہ: صفحہ ا سے آگے

برج) سابق ایس۔ڈی۔او ادارہ تعمیرات تحریک جدید ۲۹ ستمبر کو حرکتِ قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔ موصوف کو چار سال تک غانا میں نصرت جہاں سکیم کے تحت بطور انجینئر خدمات بجالانے کی بھی توفیق ملی۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ نماز جنازہ ۳۰ ستمبر کو احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب نے دعا کروائی۔

شیزان

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Shezan International Ltd., Lahore-Karachi